13749 ـ كيا دادي كا والدين كي موجودگي ميں اپنےپوتوں كےليےوصيت كرنا جائز ہے

سوال

احكام وراثت كےمتعلق سوالات :

ميري والدہ كوطلاق ہوئي اور انہوں نےدوبارہ شادي كرلي ، اور انہيں پہلي شادي كي بنا پرنہ كہ دوسري سے كچھ مال حاصل ہوا جووہ اپنےعزيز واقارب كےليے چھوڑ جائيں گي .

1- ميري والدہ كا صرف ايك ہي بيٹا ہے (پہلےخاوند سے ميں ہي اكيلا ہي بيٹا ہوں) اور خاوند اور دوپوتے اور كئي ايك بہن بھائي ہيں ان ميں سےايك بھائي اسي ملك ميں جہاں ميري والدہ رہتي ہيں رہائش پذير ہے (امريكہ ميں)

2- وراثت كےاحكام كي جومجھےمعلومات ہيں اس كےمطابق ميري والدہ كويہ حق ہے كہ وہ ايك تہائي سےزيادہ كسي بھي راہ ميں جسے وہ مناسب سمجھيں اور وہ اسلام كےمخالف نہ ہوميں تقسيم كرسكتي ہيں .

اس ايك تہائي (ياس سےكم) كي تقسيم كےبعد ميرے علم كےمطابق اس كا نصف بيٹے كےليے اور چوتھا حصہ موجودہ خاوند كےليے ملےگا ، تو كيا يہ صحيح ہے ؟

3- كيا اس كےعلاوہ بھي كوئي رشتہ دار ہے جوميري والدہ كا وارث بنےگا ؟

ميري والدہ نے تہيہ كر ركھا ہےكہ وہ ابني ممتلكات كو دو قسموں ميں تقسيم كريں گي ، ايك قسم ميرے ليے اور دوسري قسم اپنے دونوں پوتوں كےليے ، ليكن ميں نے انہيں بتايا ہے كہ ميں يہ تاكيد كرنا چاہتا ہوں كہ آيا آپ كا يہ فعل اسلامي طريقہ كےمطابق صحيح ہے كہ نہيں ، اسي بنا پر ميں يہ سوال كررہا ہوں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

الحمدللہ

اس سوال ميں كئي ايك بحثيں ہيں :

اول :

اس حالت ميں وراثت ميں كون حق ركھتا ہے :

ماں باپ ، خاوند بيوي ، اور بيٹے اگريہ موجود ہوں تو كوئي بھي محروم نہيں ہوگا ، بلكہ ان ميں سےہر ايك اللہ تعالي كي جانب سے مقرر كردہ حصہ حاصل كرےگا ، اور اگر بيٹوں كےساتھ بيٹياں بھي ہوں توعصبہ كي بنا پر دولڑكيوں

مثل ايك لڑكا كےحساب سے وارث بنيں گي .

اور آپ كےاس مسئلہ ميں مندرجہ ذيل ورثاء كا وراثت ميں حق ہے :

خاوند : بيٹا موجود (فرع وارث) ہونے كي بنا پر خاوند كوچوتھا حصہ ملےگا .

بيٹا : باقي تركہ اسےملےگا كيونكہ وہ عصبہ ہونےكي بنا پر وارث بن رہا ہے .

بہن اور بھائي : بيٹا موجود ہونے كي بنا پريہ محروم رہيں گے اوران كا وراثت ميں كوئي حق نہيں ہوگا .

دوم :

وارث كےليے وصيت كا حكم :

كسي بھي وارث كےليے وصيت كرنا جائز نہيں كيونكہ رسول كريم صلي اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہےكہ آپ نےفرمايا :

(بلاشبہ اللہ تعالي نےہرحقدار كواس كا حق ادا كرديا ہے اور وارث كے ليے وصيت نہيں) سنن ترمذي الوصايا (2047) علامہ الباني رحمہ اللہ تعالي نے سنن ابوداود (1722) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے .

شيخ تقي الدين كہتے ہيں (اس پر امت متفق ہے)

ليكن اگر ورثاء اس كي اجازت دے ديں تواس حالت ميں وصيت صحيح ہوگي اور يہ وصيت ان كي اجازت پر موقوف ہوگي .

سوم :

وصيت معتبر ہونے كا وقت :

وصيت موت كي حالت ميں معتبر ہوگي .

امام موفق كہتے ہيں : موت كي حالت ميں وصيت معتبر ہونے كے بارہ ميں اہل علم كےمابين اختلاف ہونےكا ہميں كوئي علم نہيں . ديكھيں : الملخص الفقهي للفوزان (2 / 174) .

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالي كہتےہيں : علماء اس پرمتفق ہيں كہ جس كےليے وصيت كي گئي ہے وہ وصيت كرنےوالےكي موت كےدن وارث شمار ہوگا ، حتي كہ اگر اس نےاپنےبھائي كےليے وصيت كي ہو وہ اس طرح كہ وصيت كرنےوالےكا كوئي بيٹا نہ ہوجومذكورہ بھائي كومحروم كردے تواس كي موت سےقبل بيٹا پيدا ہوگيا تووہ بھائي

کومحروم کردےگا تو مذکورہ بھائي کےلیے وصیت صحیح ہے ، اور اگر اس نےبھائي کےلیے وصیت کي اوروصیت کرنےوالےکا بیٹا تھا تووہ بیٹا وصیت کرنےوالے کي موت سے قبل فوت ہوگیا تویہ وصیت وارث کےلیےہے . اھ

تواس بنا پر آپ کي والدہ کےلیے اپنےپوتوں (آپ کي اولاد) کےلیے وصیت کرني جائز ہے جب تك ان کا وصیت میں کوئي حق نہیں ، اور اسي طرح وہ اپنےبہن بھائیوں کےلیے بھي وصیت کرسکتي ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ وصیت ایك تہائي سےزیادہ نہ ہو کیونکہ رسول کریم صلي اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(ایك تہائي اور ایك تہائي حصہ بہت ہے) صحیح بخاري الوصایا (2538) .

رہا مسئلہ زندگي میں ہي عطیہ کرنا تو یہ ہبہ وہدیہ ہے اس کي تفصیل معلوم کرنے کےلیے آپ سوال نمبر (10447) کےجواب کا ضرور مطالعہ کریں .

واللہ اعلم .